جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف

ہماری ''پاک افغان پالیسی'' کیا ہونی چاہیے

پاک افغان خطہ انتشار کی کیفیت سے دوچار ہونے کی وجہ سے جنگ وجدل کا نہیں بلکہ فعال سفارتکاری کا متقاضی ہے تاکہ خطے میں قیام امن کو یقینی بنایا جاسکے۔ افغانستان میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا سلسلہ روس کی فوجی جارحیت سے شروع ہوا اور اس کے بعد پیش آنے والے حالات اور واقعات نے نہ صرف اس خطے بلکہ پوری دنیا کے امن وامان کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا ہے۔ اب حالت یہ ہے کہ یہ علاقہ ایک ابلتے ہوئے لاوے کا منظر پیش کر رہا ہے اور یہ ''لاوہ کسی بھی وقت پھٹ پڑے گا'' اور نئے حقائق جنم لیں گے جن سے خطے میں بالخصوص اور پوری دنیا میں ایسے حالات پیدا ہوں گے جن سے اور تباہی آئے گی۔ ہمیں یہ بھی احساس ہے کہ امریکی صدر بارک اوبامہ کی وضع کردہ افپاک (پاک افغان) پالیسی ناکام ہو چکی ہے کیونکہ اس پالیسی میں ناکامی کی سوچ غالب تھی اور اوبامہ نے اس وقت حماس کے خلاف اسرائیلی بربریت اور کشمیریوں کے خلاف بھارتی جارحیت کو دیکھتے ہوئے بھی آنکھیں بند رکھیں اسلئے اب افغانستان میں دیدہ ودل کھلا رکھنے کی ضرورت ہے اور ''افغانستان سے نکلنے کی حکمت عملی طے کر لینا ضروری ہے'' مگر کیسے؟ یہی المیہ ہے!!

افغانستان میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے اعصاب شل ہو چکے ہیں اور وہ جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتے ہیں۔ پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو انہیں وہاں سے بحفاظت نکلنے کا راستہ دے سکتا ہے۔ اور صرف طالبان ہی وہ قوت ہیں جو فاتح ہونے کی حیثیت سے ان کے پرامن انخلاء کی ضمانت فراہم کر سکتے ہیں۔ بھارت' جسے امریکہ نے اس خطے میں چین کی ابھرتی ہوئی طاقت کو محدود کرنے اور اسلامی انتہا پسندی کے رجحان کو روکنے' کے لئے ساتھ ملایا تھا وہ امریکیوں کیلئے سودمند ثابت نہیں ہو سکا ہے۔ لہٰذا اب بھارت کو اپنا اثر ورسوخ محدود کرنے کی تنبیہ کر دی گئی ہے۔ لیکن بھارت افغانستان میں اپنا اثر ورسوخ قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گا۔

پچھلی صدی کی ۸۰ء کی دہائی کے مجاہدین' جنہوں نے روسیوں کو شکست دے کے افغانستان سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا' آج کے 'طالبان' ہیں۔ جب امریکہ نے اپنا ہدف حاصل کر لیا تھا تو مجاہدین ان کیلئے غیر اہم ہو گئے اور انہیں حکومت سازی کے عمل میں فاتح ہونے کی حیثیت کے حق سے محروم کر دیا گیا۔ انہیں انتہا پسند اور بنیاد پرست جیسے

القابات دے کر ان کی توہین کی گئی اور ایک دوسرے کے خلاف اکسا کر باہم دست و گریبان کر دیا گیا۔ ۹/۱۱ کی آڑ میں افغانستان پر قبضہ کر کے مجاہدین (طالبان) کے خلاف' دہشت گردی کے خلاف جنگ کا آغاز کر دیا گیا جو اپنی آزادی کی جدوجہد کر رہے تھے' اور اب طالبان کی صورت میں جو افغانی نوجوان ہراول دستے کا کردار ادا کر رہے ہیں وہ گزشتہ تیس پچیس سالوں میں جاری جنگ کے سائے میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں اور ان کے زندگی کا واحد مقصد جنگ آزادی کو جیتنا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ افغانی طالبان کبھی بھی افغانستان سے باہر کسی قسم کی کارروائیوں میں شریک نہیں ہوئے۔ ان کا القاعدہ کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ماسوائے القاعدہ ۵۰۰ بریگیڈ کے جو تقریباً تین ہزار جوانوں پر مشتمل ہے جو حال ہی میں ملا عمر کی ''شیڈو آرمی'' کا حصہ بنے ہیں۔ طالبان نے پاکستانی دستوں کے خلاف کبھی ایک گولی بھی فائر نہیں کی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب پاکستانی دستوں اور بیت اللہ محسود کے مابین تصادم کی فضاء قائم ہوئی تو طالبان نے نو افراد پر مشتمل ایک مضبوط وفد بیت اللہ محسود کو سمجھانے کے لئے بھیجا کہ وہ تصادم کے بجائے پاکستانی حکام کے ساتھ گفت وشنید کی راہ اختیار کریں لیکن افسوس...... افغان طالبان ایک عظیم مقصد کے لئے برسرپیکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ نے طالبان کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے رابطہ کر رکھا ہے۔ جنھوں نے امریکیوں سے ''پیشگی شرط'' کے طور پر افغانستان سے نکلنے کا وقت کا تعین کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ مشکل فیصلہ ہے اس لئے امریکہ اور پاکستان دونوں کو افغانستان میں حکومت سازی کے سلسلے میں طالبان کی مدد کرنی چاہیے اور ۱۹۹۰ء کی طرح انہیں اقتدار سے دور رکھنا درست نہیں ہوگا کیونکہ وہ فاتح ہیں اور حکومت سازی کے عمل میں ان کا حق ہے جسے تسلیم کیا جانا لازم ہے۔ پاکستان کی جانب سے طالبان کی سفارتی' سیاسی اور عسکری امداد اہمیت کی حامل ہے اور اسکے ساتھ ساتھ امریکیوں کے پرامن انخلاء کے لئے امداد فراہم کرنا بھی اہم ہے۔

صدر اوبامہ کو امن کا نوبل انعام دے کر جہاں ان کے بوجھ میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے وہیں ان کے اخلاقی ونفسیاتی دباؤ میں بھی اضافہ کر دیا گیا ہے کہ وہ افغانستان میں قیام امن کے لئے عملی طور پر کچھ کر کے دکھائیں جو سب کیلئے خوش آئند ہو۔ اوبامہ کے اعلان کردہ اہداف میں پاکستان کی عسکری واقتصادی طور پر اعانت کرنا شامل ہے تاکہ پاکستان خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے ساتھ ساتھ ان کے پرامن انخلاء کے سلسلے میں بھی اپنا موثر کردار ادا کر سکے۔ امریکیوں کے مفادات کا تحفظ کرتے ہوئے ہمیں یہ خیال رکھنا ہوگا کہ انہیں پاکستان میں محفوظ پناہ گاہیں ہرگز فراہم نہ کی جائیں۔ بلیک واٹر اور ڈن کور (Black Water and DynCorp) اور دیگر خفیہ ایجنسیاں پاکستان میں اپنے لئے محفوظ ٹھکانے حاصل کر چکی ہیں جو کہ ہماری قومی سلامیت کیلئے سخت خطرے کا باعث ہے۔ کیری لوگر بل کی حیثیت پر کیری اور برمن جیسی شخصیات کے وضاحتی بیانات کہ ''اس بل کا پاکستان کے اندرونی معاملات سے کوئی تعلق نہیں'' کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ صدر اوبامہ کے دستخط کر دینے سے یہ بل قانونی حیثیت اختیار

کر چکا ہے اور امریکی قانون کو بدلنے کے لئے کسی شخصیت کے بیان کی نہیں بلکہ ایک قانون کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بل کی متنازعہ شقیں ان وضاحتی بیانات کے باوجود پاکستانی مفادات سے متصادم ہیں۔

خطے میں بالعموم اور خصوصی طور پر افغانستان میں قیام امن کے حوالے سے پاکستان نہایت اہم کردار کا حامل ہے۔ اور بروقت اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل کہ کوئی دوسری صورت حال کو بگاڑنے کا سبب بن جائے گا۔ ان حالات کے پیش نظر پاکستان کو اس ذمہ داری سے بطریق احسن عہدہ برآ ہونے کے لئے مندرجہ ذیل نکات کو اپنی حکمت عملی یعنی 'افپاک سٹریٹجی' کا حصہ بنانا ہوگا۔

☆ طالبان کے ساتھ ماضی کی طرح برادرانہ تعلقات از سر نو استوار کرنے کیلئے سفارتی اور سیاسی اقدامات اٹھائے جائیں۔ خصوصاً ماضی کی طرح ایجنسیوں کے عمل دخل کو ختم کر کے نئی سیاسی اور سفارتی روش اختیار کرنا ہوگی اور افغانستان میں بھارت کے منفی اثر ورسوخ سے نمٹنا ہوگا تاکہ حالیہ دو محاذوں پر لڑائی کی کیفیت کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

☆ اکثریت میں ہونے کے سبب طالبان افغانستان میں حکومت سازی کے عمل میں کسی قسم کی دھاندلی اور گڑبڑ کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ خصوصاً افغانستان کے کچھ پڑوسی ممالک کو اس عمل سے دور رکھنا ہوگا کیونکہ ماضی میں ان ممالک نے وسیع البنیاد حکومت سازی کے عمل میں نہایت منفی کردار ادا کیا تھا۔

☆ پشتون طاقت ایک حقیقت بن کر ابھری ہے جس کی اقتصادی سرگرمیوں کا مرکز کراچی ہے' جہاں تیس لاکھ سے زائد پشتون آباد ہیں۔ ان کی طاقت بلوچستان اور صوبہ سرحد سے لے کر کوہ ہندوکش تک پھیلی ہوئی ہے۔ ۱۹۸۰ء سے جاری جنگ آزادی نے انہیں پشتون قومیت' اسلامی جذبہ جہاد اور اسلامی مدافعتی قوت کے ساتھ یک جان اور ناقابل تسخیر قوم بنادیا ہے۔ اس قوت کا بنیادی مرکز ڈیورنڈ لائن (Durand Line) کے دونوں اطراف کا علاقہ ہے جہاں پشتون آباد ہیں۔ جس طرح یہ پشتون ہماری طاقت ہیں اس طرح وہ افغانستان کی بھی طاقت ہیں اور ہماری خارجہ پالیسی میں ان کا نہایت اہم مقام ہے۔ سابقہ فوجی آمریت کے دور میں پشتونوں کے ساتھ ہمارے تعلقات کو شدید نقصان پہنچایا گیا جس کی اب تلافی ہونی لازم ہے اور اس طاقت کو اپنانا ہے تاکہ تین ہمسایہ برادر اسلامی ممالک یعنی پاکستان' افغانستان اور ایران پر مشتمل ایک سہ ملکی اتحاد کی بنیاد رکھی جا سکے۔ جس سے پورے خطے کو "تزویراتی گہرائی" (Strategic Depth) حاصل ہو۔ چین کے ساتھ ہمارے دیرینہ اور مستحکم دوستانہ تعلقات ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی نکتہ ہیں۔ لہٰذا سفارتی میدان میں کامیابی کے لئے کوئی قدم اٹھانے سے قبل ہمیں چین کو اعتماد میں لینا ضروری ہوگا۔

☆ افغانستان میں ناکامی کے بعد بھارت زخمی ناگ کی مانند ردعمل کا اظہار کرے گا۔ عین ممکن ہے کہ وہ پاکستان کو ڈرانے کے لئے فوجی طاقت بروئے کار لائے یا پھر ہمارے دریاؤں کا پانی بند کردے یا ملک میں دہشت گردی جیسی

گھٹیا کاروائیاں کرائے۔ اس قسم کی صورتحال پر ہمیں ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرتے ہوئے بھارت کو مناسب موقع پر جواب دینا ہوگا۔

☆ سفارتی اور سیاسی کوششیں جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ عسکری حکمت عملی کیلئے ہمیں موجودہ دور کی Assymetric War کی جنگ کے اصولوں کو ذہن میں رکھنا لازمی ہے جہاں ''افرادی قوت اور میزائل کی طاقت'' نے مل کر عراق، لبنان اور افغانستان میں تعداد اور جدید اسلحہ سے لیس کئی گناہ طاقتور ممالک کو ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں اور شکست دی ہے۔ اس نئی عسکری حکمت عملی میں شامل پشتون طاقت کا مستقبل میں بھارت کے ساتھ ہماری کسی جنگ میں ایک اہم کردار ہوگا جس سے مسئلہ کشمیر اور پانی جیسے اہم مسائل ہمیشہ کے لئے حل ہو جائیں گے۔

افغانستان میں قیام امن کے لئے ہمیں سفارتی سطح پر اہم اور جاندار ادا کرنے کے لئے جو اقدامات کرنا ہیں ان میں قابض فوجوں کے افغانستان سے انخلاء کے وقت کا تعین کرنا اور فائر بندی پر عمل کرانا، طالبان اور شمالی اتحاد سے مذاکرات کر کے لوئی جرگہ تشکیل دینا جو یہ فیصلے کر سکے کہ: افغانستان میں تین سالوں کے لئے ایک عبوری حکومت قائم کرنا، مردم شماری کرانا، آئین سازی، اداروں کی تعمیر نو، بنیادی ڈھانچے کی وسیع تر تعمیر، نسلی لحاظ سے توازن قائم کرنا جو ۲۰۰۱ء میں منعقد ہونے والی بون کانفرنس کے غلط فیصلوں کے باعث غیر متوازن چلا آ رہا ہے اور پھر ۲۰۱۳ء میں عام انتخابات کرانا۔

افپاک کے خطے اور اس سے ملحقہ علاقوں میں امن کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے یہی وہ اہم چیلنج ہیں اور مواقع بھی جو بروقت اور صحیح اقدامات کے متقاضی ہیں۔ ہم اس مقصد کو اپنے دوست اور پڑوسی ممالک کے تعاون سے حاصل کر سکتے ہیں جو ''امن، تعاون اور رابطے'' کے سنہری اصولوں پر کاربند ہوں۔ یہی وہ سنہری اصول ہیں جو ہمارے دوست ملک چین کی خارجہ پالیسی کا اہم ستون ہیں۔

مارٹن لوتھر کنگ نے کیا خوب کہا ہے کہ: ''وہ شخص جو فراخدلی سے اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اتنا ہی گناہ میں ملوث ہے جتنا وہ شخص جس نے اس گناہ کے کرنے میں اس کی مدد کی۔''

افغانستان پر غیر ملکی تسلط سب سے بڑا گناہ اور فتنہ ہے (Mother of all evils) ہے۔ یہ فتنہ جب ختم ہوگا تو امن کی راہیں کھلیں گی۔

(خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔)